قادیانیوں کے بعض دلائل کا علمی جائزہ [۱]

قاضی عبد النبی کوکب

(۲)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول | ناقابلِ اعتبار اور بے سند اقوال و آثار کے کمزور ستونوں پر استدلال کی یہ بظاہر اونچی اور پُر شکوہ عمارات اٹھانے کی ایک اور مثال، قادیانی حضرات کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ہونے والے اس قول سے دلیل پکڑنا ہے، جس میں مزعومہ طور پر یہ بتایا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے "خاتم النبیین" کے الفاظ استعمال کرنے کی تو اجازت دی ہے۔ مگر "لانبیّ بعدہٗ" کے الفاظ کہنے سے منع فرمایا ہے۔ اس قول کی سند اور اس کی صحت کے متعلق آئندہ سطور میں مفصل بحث آ رہی ہے۔ مگر اس بحث سے پیشتر ہم قارئین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس قول کو مرزائی مؤلفین نے اپنے دلائل میں کس قدر مایۂ ناز دلیل تصور کیا ہے، اور کس کس انداز میں اس سے استدلال آفرینیاں کی ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے بعد جب قادیانی فضلاء نے نئی نبوت کے حق میں آثار و اقوال سے دلیل آفرینی کی مہم شروع کی، تو اس کے ابتدائی دور ہی سے حضرت عائشہ کی طرف منسوب قولِ مذکور کو اپنے اہم دلائل میں سے تصور کیا تھا۔ چنانچہ ۱۹۲۳ء کی مطبع اختر دکن پریس کی مطبوعہ کتاب "نعم المعانی" میں قادیانیوں کی بعض کتب سے ایسی عبارات کے حوالے دیئے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قول سے استدلال کا آغاز ۱۹۲۳ء سے بہت پہلے ہو چکا تھا:

"اسی طرح حضرت عائشہؓ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ اگر نبوت ہر قسم کی ختم ہو جاتی، تو حضرت

۱؎ اس مضمون کی پہلی قسط جنوری ۶۲ء کے شمارے میں شائع ہو چکی ہے۔ (ادارہ)

عائشہ یہ نہ فرماتیں کہ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ۔ یعنی یہ کہو کہ آنحضرت خاتم الانبیاء ہیں۔ لیکن یہ نہ کہو کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(نعم المعانی صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷)

"جب حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ" ولا تقولوا لا نبی بعدہ" یعنی یہ مت کہو کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں تو اس سے لازمی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آئندہ نبی کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ اسی لیے حضرت عائشہ نے منع فرمایا، اور اگر کوئی نبی آئندہ پیدا ہونے والے نہ ہوتے تو منع نہ فرماتیں۔" (نعم المعانی صفحہ ۱۱۷)

اس کے بعد مرزا صاحب کے خلیفہ میاں صاحب نے مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے بقید حیات ہونے کے زمانے میں اسی قول سے اور بھی اچھوتے انداز میں دلیل آفرینی کرتے ہوئے فرمایا:

۱۔ ... "یقیناً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان الفاظ کے معنی آخری نبی کے سوا کچھ اور سمجھتی تھیں۔"

۲۔ .... حضرت عائشہؓ کے اس قول سے کہ لا نبی بعدہٗ مت کہو، ایک اور نتیجہ بھی نکلتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ لا نبی بعدہ کے فقرہ کے بھی دو معنی ہیں۔ کیونکہ یہ فقرہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ..... حضرت عائشہ کا اس کے استعمال سے منع کرنا، اور لوگوں کا ان کے اس منع کرنے پر اعتراض نہ کرنا بتاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ اس جملہ کے دو معنی خیال کرتی تھیں۔ ایک خاتم النبیین کے مطابق اور ایک مخالف۔ چونکہ لوگوں کو اس فقرہ سے دھوکا لگ رہا تھا۔ اس لیے انہوں نے مصلحتاً اس فقرہ کے استعمال سے روک دیا۔"

اور حال میں شائع ہونے والے جدید پمفلٹوں میں، اسی استدلال نے یہ نیا سٹائل اختیار کر لیا ہے:

"ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صحابہ کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں:

قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ (حوالہ ۔۔۔) کہ اے لوگو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تو ضرور کہو۔ مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہ آئے گا۔ اللہ اللہ! ہماری مادرِ مشفقہ کا خیال کہاں تک پہنچا۔ آنے والے خطرات کو ۱۴۰۰ سال قبل بھانپ لیا۔ کس لطیف انداز میں فرماتی ہیں کہ اے مسلمانو! کبھی لا نبی بعدی کے الفاظ سے ٹھوکر نہ کھانا۔ خاتم النبیین کی طرف نگاہ رکھنا۔ مگر یہ نہ کہنا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ جس قول کو قادیانی فضلاء نے بڑی مایہ ناز دلیل کی حیثیت سے بار بار پیش کیا ہے اور جسے ایک مسلّمہ حقیقت ظاہر کر کے، نت نئی استدلالی نکتہ آفرینیوں کا منبع بنا رکھا ہے، اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک ایسا قول ہے، جس کی کوئی سند سامنے نہیں لائی گئی یعنی یہ نہیں بتایا گیا کہ مذکورہ بالا قول، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کن راویوں کے ذریعے سے منقول ہوا ہے۔ احادیثِ نبوی اور اقوالِ صحابہ کی روایت کا معاملہ کوئی کھیل نہیں ہے کہ جب جس کے جی میں آئے، کوئی بات حضورؐ کی طرف منسوب کر دے، یا کسی قول کی نسبت، آپ کے صحابہ و اہلِ بیت کی طرف کر دے اور توقع یہ رکھے، کہ بس اس طرح کے منسوب اقوال و آثار سن کر امت کی گردنیں جھک جائیں گی، اور کوئی یہ دریافت نہیں کریگا۔ کہ حضرت! یہ روایت جو آپ پیش فرما رہے ہیں، راویوں کے کس سلسلے سے مروی ہوئی ہے، اور آپ تک کس سند کے ذریعے سے پہنچی ہے۔ اگر یہ معاملہ ایسا ہی غیر ذمّہ دارانہ ہوتا تو علمائے حدیث کو راویوں کی تحقیق و تفتیش میں عمریں کھپا دینے کی کیا ضرورت تھی؟

"قادیانی فضلاء اس قول کے سلسلے میں دو کتابوں کا نام پیش کرتے ہیں۔ ایک دُرِّ منثور اور دوسری تکملہ مجمع البحار۔ مگر ان دونوں کتابوں میں کہیں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کی کوئی سند بیان نہیں کی گئی ہے۔ اور جہاں تک ہماری اطلاع کا تعلق ہے، اس قول کے سلسلے میں ان مذکورہ بالا دو کتابوں کے علاوہ، کسی تیسری کتاب کا نام پیش نہیں کیا گیا۔ اس لیے یقیناً قادیانی

حضرات خود بھی یہ جانتے ہیں کہ ان کا پیش کردہ "قولِ عائشہ" ایک قولِ بے سند ہے۔ مگر اس کے باوجود اس پر استدلال کے ردے چڑھاتے چلے جاتے ہیں۔

پھر اس قول کے بے سند ہونے کا یہ اعلان کوئی آج پہلی بار نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ اس کی تاریخ کم از کم تینتیس ۳۳ سال پرانی ہے۔ قادیانیوں کے معتقدات و مزعومات کے سلسلے میں مناظرانہ مگر معقول بحث کے لیے معروف کتاب محمدیہ پاکٹ بک کا دوسرا ایڈیشن یکم جنوری ۱۹۳۶ء تک شائع ہو چکا تھا جس کے صفحہ ۳۹۹ پر اسی قولِ زیرِ بحث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"مرزائی عذر: حضرت عائشہ نے فرمایا ہے کہ خاتم النبیّین تو کہو، مگر لانبی بعدی نہ کہو۔ یہ روایت بے سند محض ہے۔" نیز اسی کتاب کے صفحہ ۴۷۶ پر اس قول سے دوبارہ بحث کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے:

"دلیل مرزائیہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ، یعنی خاتم النبیّین کہو، مگر لانبی بعدہ نہ کہو۔ اس کا جواب گزر چکا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے، کہ یہ بے سند قول ہے۔"

گو واقعہ یہ ہے کہ مذکورہ کتاب کے مذکورہ سالِ اشاعت سے بھی ایک عرصہ پہلے، علماءِ اُمت، اس قول کے بے سند ہونے کا اعلان کر چکے تھے۔ تاہم اگر مذکورہ سال ۱۹۳۶ء ہی کو وہ پہلا موقع قرار دے لیا جائے جبکہ قادیانیوں کو یہ چیلنج کیا گیا کہ تم اس قول کی سند پیش کرو، تب بھی اس چیلنج پر اب تینتیس سال گزرنے کو ہیں۔ مگر اس قول کی کوئی سند، جہاں تک ہمیں معلوم ہے، قادیانیوں کی طرف سے پیش نہیں کی جا سکی۔

علمی دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ اس واضح صورتِ حال کے پیشِ نظر، قادیانی حضرات آئندہ کے لیے اس قول سے دلیل پکڑنے کا سلسلہ ترک کر دیتے۔ مگر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نہ تو وہ قولِ زیرِ بحث کی سند پیش کرتے ہیں اور نہ اس سے استدلال کا سلسلہ ہی ترک کرتے ہیں۔ بلکہ بار بار، رنگا رنگ کی عبارت آرائیوں سے، کمال بے تکلفی کے ساتھ، قولِ مذکور کو اپنی ایک مسلّم و مستحکم دلیل کے طور پر پیش کرتے چلے

جاتے ہیں۔ چنانچہ محمدیہ پاکٹ بک کے مذکورۂ اعلان (کہ یہ قول بے سندِ محض ہے) سے سترہ برس بعد میاں بشیر الدین صاحب کی کتاب "دعوت الامیر" ربوہ سے، دسمبر ۱۹۵۲ء میں طبع ہوئی ہے اور اس میں پھر بڑے طمطراق کے ساتھ اسی قولِ بے سند کو بنائے استدلال بنایا گیا ہے:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ یعنی اے لوگو یہ تو کہو کہ آپ خاتم النبیین تھے مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اگر حضرت عائشہ کے نزدیک رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا نبی بھی نہیں آسکتا تھا تو آپ نے لانبی بعدہٗ کہنے سے لوگوں کو کیوں روکا۔ اور اگر اُن کا خیال درست نہ تھا، تو کیوں صحابہ نے اُن کے قول کی تردید نہ کی۔ پس اُن کا لانبی بعدہٗ کہنے سے روکنا بتاتا ہے کہ ان کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی تو آسکتا تھا۔ مگر صاحبِ شریعت نبی، یا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آزاد نبی نہیں آسکتا تھا۔ اور صحابہ کا آپ کے قول پر خاموش رہنا بتاتا ہے کہ باقی سب صحابہ بھی ان کی طرح اس مسئلہ کو مانتے تھے"۔ (دعوت الامیر صفحہ ۳۸)

میاں صاحب کے پیدا کردہ نکات کی داد دیئے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اُن کے پُرزور استدلالات کی پوری عمارت ہوا میں کھڑی ہے۔ وہ اوپر ہی اُوپر، استدلالی نکتے پہ نکتہ پیدا کرتے چلے گئے ہیں۔ لیکن اُس قول کی بنیاد کو ثابت و قائم کرنے کی ذرا زحمت گوارا نہیں فرمائی جس پر استدلال کا یہ سارا بوجھ ڈالا ہے۔

اسی طرح پمفلٹ "ختمِ نبوت اور بزرگانِ امت"، جو حال میں شائع ہوا ہے، بدستور حضرت عائشہ کی طرف منسوب اس قول سے بڑے شد و مد کے ساتھ استدلال کرتا ہے جس کا اقتباس پیچھے گزر چکا ہے۔ اِن تمام باتوں سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ قادیانی استدلالات میں علمی اصولوں کا کیا حشر ہوتا ہے۔

ہم نے سند کے اس مبحث کو عمداً پھیلا کر لکھا ہے۔ کیونکہ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قادیانیوں کے پیش کردہ دلائل میں، غالب قدرِ مشترک اسی قسم کی مغالطہ آفرینیاں ہی ہوتی ہیں۔ وہ جن چند روایات

اور اقوال و آثار کا سہارا لیتے ہیں، ان کے پیش کرنے میں ان کا "ماہرانہ طریقہ" یہی ہوتا ہے کہ وہ اصل قول یا روایت کی علمی واقعیت، یا اصولی حیثیت کی بحث سے دامن بچاکر فوراً ہی عربی عبارت کا ترجمہ کر ڈالتے ہیں، اور اس پر اپنے استدلال کا عمل شروع کر دیتے ہیں پھر وہ بات سے بات اور نکتے پہ نکتہ اس تیز رفتاری کے ساتھ پیدا کرتے چلے جاتے ہیں کہ عوام کے ذہن، ان کے پیش کردہ اقوال کی علمی حقیقتِ حال کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت ہی نہ پا سکیں۔ نیز اس مبحث پر مفصل گفتگو کرنے سے ہمارا مُدعا یہ بھی ہے کہ مطالبۂ سند کے اس واضح چیلنج کا، قادیانی مؤلفین نے پہلے کوئی جواب نہیں دیا۔ تو اب ہی اگر کوئی سَنَد اس قول کی انہیں مل گئی ہو، تو اُسے منظرِ عام پر لے آئیں۔ تاکہ گفتگو، علم و تحقیق کے صحیح خطوط پر چل سکے۔

اصولی اور علمی اعتبار سے، ہماری یہ بحث، سند کے مطالبے پر مکمل ہو جاتی ہے۔ ہماری حجّت تمام ہے، اور ہمیں مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ تاوقتیکہ ہمارے مخاطبین قولِ مذکور کی سند سامنے لائیں، اور پھر سند کے درجہ اور اس کے راویوں کے احوال سے بحث شروع ہو۔ لیکن ہمیں کچھ یقین سا ہے کہ مخاطبین موصوفین، بحث کے اس اصولی نہج پر کبھی نہیں آئیں گے۔ بلکہ عربی عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے عوام سے یہی کہتے رہیں گے کہ دیکھیے حضرت عائشہ نے یہ فرمایا ہے۔ اور ان کے فرمانے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبوت کو بند نہیں سمجھتی تھیں۔

چونکہ عربی سے ناواقف، اور سند و رُواۃ کی علمی ابحاث سے بے خبر عوام میں، حضرت عائشہ کے اس قول کے ترجمے اور من مانی تاویل سے، قادیانی حضرات کے لیے غلط فہمی پھیلانے کا کافی موقع ہے۔ اس لیے اس قول کی سَنَد کا مطالبہ کرنے، اور جب تک اس کی سند پیش نہیں کی جاتی، اسے ایک بے سند اور ناقابلِ استدلال قول، قرار دینے کا اپنا علمی اور اصولی موقف برقرار رکھتے ہوئے، ہم اس بے اصولی اور چیرہ دستی کی طرف بھی قارئین کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں جو اس قول کے معانی و مطالب کے بیان کرنے میں قادیانی حضرات روا رکھتے ہیں۔

اس سلسلے میں ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ علمی اصولوں سے ثابت نہ کر سکنے کے باوجود

اگر آپ کو یونہی اصرار ہے کہ قولِ زیرِ بحث واقعی حضرت عائشہ کا قول ہے۔ اور واقعی آپ نے یہ فرمایا تھا کہ حضورؐ کو خاتم الانبیاء کہو مگر لانبی بعدہ نہ کہو، تو بھی سوال یہ ہے کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہُوا ہے کہ حضرت عائشہ کا عقیدہ یہ تھا کہ حضورؐ کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ اور آپ کس قرینے سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ لانبی بعدہ کہنے سے آپ نے اس لیے منع فرمایا تھا کہ آپ کے خیال میں حضورؐ کے بعد اور نبی پیدا ہوئے تھے۔

اس سوال کو زیادہ اہمیت اس لیے حاصل ہو جاتی ہے کہ "لانبی بعدہ" کہنے سے روکنے کی دوسری وجہ جو (اس قول کے صحیح ثابت ہو جانے کی صورت میں) ہمارے نزدیک اس کی اصل وجہ ہو سکتی ہے۔ اپنی تائید پر مضبوط قرائن و شواہد رکھتی ہے۔ اور وہ دوسری وجہ یہ ہے کہ "لانبی بعدہ کے الفاظ سے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے متعلق بظاہر شُبہ پیدا ہو سکتا تھا۔ ازواجِ مطہرات اور صحابہ کرام جس طرح ختم نبوت کے عقیدے پر کامل یقین رکھتے تھے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمدِ ثانی کا مسئلہ بھی ان کے معتقدات میں شامل تھا۔ کیونکہ ان حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات بار بار سُنے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے تشریف لائیں گے۔ ان حضرات میں سے بعض کو یہ بات کھٹکی کہ اگر حضرت عیسیٰ کی آمدِ ثانی کا انکار کرنے والا کوئی گروہ پیدا ہو گیا، تو ممکن ہے کہ وہ "لانبی بعدی" کے الفاظ سے استدلال کرے اور کہے کہ جس طرح حضور کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا، اسی طرح پہلے ہو چکنے والے انبیاء میں سے بھی کوئی حضورؐ کے بعد ظہور پذیر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا کوئی امکان نہیں۔ اور اس طرح ان تمام احادیث کا انکار کر دیا جائے جو حضرت مسیح کی دوبارہ آمد کی صاف اطلاع دیتی ہیں۔ اس لیے بعض صحابہ نے عوام کو اس مسئلے کا حل یُوں سمجھانا مناسب سمجھا کہ وہ ایسے مواقع پر "لانبی بعدہ" کے الفاظ کے بجائے "خاتم الانبیاء" کے الفاظ بولا کریں۔ کیونکہ ان الفاظ میں سے حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی آمدِ ثانی کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں نکالی جا سکتی۔ وجہ ظاہر ہے کہ سلسلۂ انبیاء کے ختم کرنے کا مفہوم ہی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ جتنے انبیاء پیدا ہونے تھے، حضورؐ سے پہلے پیدا ہو چکے۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو گا۔ اور جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق ہے، سو وہ پہلے گروہِ انبیاء ہی کے ایک فرد ہیں۔ چنانچہ وہی تفسیر دُرِّ منثور،

جو قادیانی حضرات کے ہاں اس حد تک پایۂ اعتماد کو پہنچتی ہے کہ اس میں درج ہونے والے حضرت عائشہ کے قولِ مذکور کو، سند نہ ہونے کے باوجود قابلِ استدلال سمجھ لیا گیا ہے، اسی درِ منثور کے اسی صفحے پر حضرت عائشہ کے قول کے بعد متصل ہی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا درج ذیل قول بھی نقل کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ قادیانی فضلاء اس قول کو بھی اسی طرح قابلِ استدلال سمجھیں گے جس طرح انہوں نے حضرت عائشہ کے قول کو قابلِ استدلال قرار دیا ہے:۔

واخرج ابن ابی شیبۃ عن الشعبی رضی اللہ عنہ قال قال رجل عند المغیرۃ بن شعبۃ صلی اللہ علی محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ فقال المغیرۃ حسبك اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسیٰ علیہ السلام خارج فان ھو خرج فقد کان قبلہ وبعدہ۔

ابن ابی شیبہ نے امام شعبی سے نقل کیا ہے انہوں نے بتایا کہ ایک شخص نے مغیرہ بن شعبہ کے پاس، حضور کو "خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ" کہہ کر آپؐ پر درود بھیجا تو حضرت مغیرہ نے کہا: "خاتم الانبیاء" کہہ دینا ہی کافی تھا۔ کیونکہ ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ظہور فرمانا ہے۔ چنانچہ اگر آپ ظہور پذیر ہوئے تو آپ کی حیثیت یہ ہوگی کہ آپ حضورؐ سے پہلے بھی ہو چکے ہیں، اور اب بعد میں بھی آئیں گے۔"

(دُرِّ منثور ج ۵ ص ۲۰۴)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے جو مرزائیوں پر خود ان کے اپنے ہی اصولِ استدلال کے مطابق حجت ہے، یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کے زمانے میں ایک دوسرے معروف صحابی نے بھی عوام کے لیے "لانبی بعدی" کے فقرے سے ایک شبہ میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ محسوس کیا تھا۔ اور وہ شبہ یہ تھا کہ کہیں اس فقرے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا انکار نہ کر دیا جائے۔ تو انہوں نے عوام کے لیے آسان راہ یہی سمجھی کہ وہ ایسے شبہات کے مقابلے میں "لانبی بعدی" کے بجائے "خاتم الانبیاء" کے الفاظ بول لیا کریں۔ کیونکہ ان الفاظ میں ختمِ نبوت کا صحیح مفہوم ہونے کے ساتھ آمدِ مسیح کے انکار کے لیے استعمال ہونے کی گنجائش موجود نہیں۔

اب ہم یہ کہتے ہیں کہ قادیانیوں کی طرف سے پیش کردہ قولِ عائشہؓ اور اوپر مذکور ہونے والا قولِ مغیرہؓ دونوں اتنی بات میں مشترک ہیں کہ ان میں کسی خاص وجہ کے پیشِ نظر "لانبی بعدہٗ" کے الفاظ سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن اس ممانعت کی وجہ کیا ہے؟ اس کا بیان حضرت عائشہ کی طرف منسوب قول میں نہیں ملتا، اور حضرت مغیرہ کے قول میں ملتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ حضرت عائشہ کے قول کا مفہوم وہی نہ سمجھا جائے جو حضرت مغیرہ کے قول میں پوری وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ جبکہ ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ دونوں شخصیتیں ایک ہی دور میں تھیں، اور دونوں کے سامنے ایک ہی قسم کی ذہنی فضا تھی۔

یہی وجہ ہے کہ جن دو کتابوں کا حوالہ قولِ زیرِ بحث کے سلسلے میں خود قادیانی حضرات کی طرف سے دیا گیا ہے ان کے مصنفین میں سے ایک نے اشارۃً اور دوسرے نے صراحتاً حضرت عائشہ کے قول کو اسی محمل پر رکھا ہے جس پر حضرت مغیرہ کا قول ہے۔ "دُرِّ منثور" کے مؤلف نے ہر دو اقوال کو ایسی ترتیب سے درج کیا ہے جس سے گویا وہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں قول ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں۔ اور ان میں سے دوسرا پہلے کی تفسیر کر رہا ہے۔ دیکھیے "دُرِّ منثور" میں یہ اقوال اس طرح مندرج ہیں:

۱- واخرج ابن ابی شیبۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبیَّ بعدہٗ

۱- ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا: "خاتم النبیین" کہو، اور "لانبی بعدہٗ" نہ کہو۔

۲- واخرج ابن ابی شیبۃ عن الشعبی رضی اللہ عنہ قال قال رجل عند المغیرۃ بن شعبۃ صلی اللہ علی محمد خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسیٰ علیہ السلام خارج فان ھو خرج فقد کان قبلہٗ وبعدہٗ

(درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴)

۲ اور ابن ابی شیبہ نے امام شعبی سے نقل کیا ہے انہوں نے بتایا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے پاس کسی شخص نے "خاتم الانبیاء" اور "لانبی بعدہٗ" کہتے ہوئے حضور پر درود بھیجا تو حضرت مغیرہ نے فرمایا: "خاتم الانبیاء" کہنا ہی کافی ہے کیونکہ ہمارے ہاں یہ مذکور رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظہور فرمائیں گے۔

یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آسکی کہ حضرت مغیرہ کے قول کے اس واضح مفہوم اور قریب ترین قرینے کے ہوتے ہوئے قادیانی فضلاء حضرت عائشہ کی طرف منسوب قول کا یہ مفہوم کہاں سے نکال لاتے ہیں کہ آپ نے "لانبی بعدہ" کہنے سے اس لیے روکا تھا کہ آپ کے عقیدے میں حضورؐ کے بعد اور نبی پیدا ہوسکتے تھے۔ دوسری کتاب "تکملہ مجمع البحار" کے مولف شیخ ابوطاہر تو قول زیر بحث کو اسی لیے محض اس لیے بیان کرتے ہیں کہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے مسئلے کی تائید ہوتی ہے۔ "مجمع البحار" دراصل لغت کی کتاب ہے۔ اور مؤلف "زی د" کے مادے کی تشریح کرتے ہوئے، نزول عیسیٰ کے متعلق وہ روایت نقل کرتے ہیں جس میں "یزیدُ (مادہ: زی د) فی الحلال" کے الفاظ آئے ہیں۔ ان میں سے "یزیدُ" جو مادہ "زی د" سے مضارع کا صیغہ ہے، کی تشریح مقصود ہے لیکن چلتے چلتے حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کی تائید کے لیے حضرت عائشہ کی طرف منسوب قول مذکور بھی نقل کردیا ہے "تکملہ مجمع البحار" کے اس مقام پر عبارت یوں ہے:

مغيث فى ح عيسىٰ انه يقتل الخنزير ويكسر الصليب ويزيدُ فى الحلال اى يزيد فى حلال نفسه بان يتزوج ويولد له وكان لم يتزوج قبل رفعه الى السماء فزاد بعد الهبوط فى الحلال فح يؤمن كلُّ احدٍ من اهل الكتاب للتيقن بانّه بشرٌ وعن عائشة قولوا انّه خاتم الانبياء ولا تقولوا لا نبى بعده وهذا ناظرٌ الى نزول عيسىٰ ....

"... حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں ہے کہ وہ خنزیر کو ہلاک کردیں گے، صلیب توڑ ڈالیں گے۔ اور حلال میں اضافہ کریں گے، یعنی اپنے حق میں؛ اور وہ اس طرح سے کہ آپ نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی۔ آپ نے آسمان کی طرف اٹھائے جانے سے پہلے نکاح نہیں کیا تھا پس آسمان سے نازل ہوکر اس حلال چیز کا اپنے لیے اضافہ کریں گے۔ اس وقت اہل کتاب میں سے ہر شخص ایمان قبول کرے گا۔ کیونکہ یہ بات یقین سے معلوم ہوجائے گی۔ کہ آپ بشر ہیں۔ اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضورؐ کو "خاتم الانبیاء" کہو اور "لانبی بعدہ" نہ کہو۔

(تکملہ مجمع البحار ص ۸۵) اور حضرت عائشہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ "لانبی بعدہٗ" نہ کہو تو یہ حضرت عیسیٰ کے نازل ہونے کے پیش نظر فرمایا ہے۔"

ان عبارات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جن مؤلفین کے حوالے سے قولِ زیرِ بحث پیش کیا جاتا ہے، خود انہیں اس بات میں قطعاً شبہ نہ تھا کہ حضرت عائشہ کی طرف منسوب اس قول کا مفہوم وہی ہے جو حضرت مغیرہ کے قول کا ہے۔ یعنی حضرت عائشہ نے اگر "لانبی بعدہٗ" کہنے سے عوام کو روکا تو صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمدِ ثانی کا خیال مدنظر رکھتے ہوئے روکا۔

مزید براں ہم یہ کہتے ہیں کہ قولِ زیرِ بحث کا منشاء معلوم کرنے کے لیے اُن احادیثِ نبوی کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود حضرتِ عائشہ نے سُنی اور نقل فرمائیں، اور جو حضورؐ کی خاتمیت کے مفہوم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی خبر پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ حدیث کی مستند اور مسلّم کتابوں میں، یہ حدیث حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے سے منقول ہوتی ہے:۔

عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال لا یبقی بعدہٗ من النبوۃ الا المبشرات قالوا یا رسول اللہ ما المبشرات؟ قال الرؤیا الصالحة یری المسلم او یُری له

(مسند امام احمد)

حضرت عائشہ کے ذریعے سے حضورؐ سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کے بعد نبوت میں سے کچھ باقی نہ رہے گا، فقط مبشرات باقی رہیں۔ اس پر لوگوں نے دریافت کیا، مبشرات کیا چیز ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: وہ رویائے صالحہ، جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے حق میں کسی دوسرے کو دکھایا جائے۔

یہ حدیث صراحت کے ساتھ بتاتی ہے کہ حضورؐ کے بعد نبوّت کی قبیل کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ اور نبوّت کی کوئی قسم، یا کوئی جزو، آئندہ کے لیے ہرگز جاری نہیں۔ ہاں البتہ "رویائے صالحہ"

مسلمانوں میں موجود رہے گی۔ چونکہ یہ حدیث، خود حضرتِ عائشہ نے حضور سے سُنی اور نقل کی ہے اس لیے اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، کہ حضورؐ کا یہ صریح فرمان سننے کے باوجود انہوں نے اپنا عقیدہ یہ بنا لیا ہو کہ بے شک حضور کے بعد نبی پیدا ہوا کریں گے۔ اور اس امر کی بھی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ آپ نے "لانبی بعدہٗ" کہنے سے اس لیے منع کیا ہو، کہ آپ کے عقیدے کے مطابق آئندہ مزید نبی پیدا ہونے والے تھے۔

لہٰذا اگر حضرتِ عائشہ سے واقعی یہ قول ثابت ہو جائے کہ آپ نے "لانبی بعدہٗ" کہنے سے منع کیا تھا، تو اس ممانعت کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ آپ حضرت عیسیٰ کی آمدِ ثانی کے انکار کا دروازہ بند کرنا چاہتی تھیں۔ کیونکہ ایک دوسری حدیث، جو ہم یہاں درج کرنا چاہتے ہیں، یہ بتاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ کے ظہور پذیر ہونے کی اطلاع حضرتِ عائشہ نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی تھی۔ اس لیے یقیناً آپ اسے مخبرِ صادق کی خبرِ صادق مانتی تھیں اور نہیں چاہتی تھیں کہ امتِ مسلمہ میں اس خبرِ نبوی کے بارے میں شبہات پھیلنے کا کوئی امکان رہ جائے:

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا سلیمان بن داؤد قال ثنا حرب بن شداد عن یحیی بن ابی کثیر قال حدثنی الحضرمی بن لاحق ان ذکوان اباصالح اخبرہ ان عائشۃ اخبرتہ قالت دخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی ما یبکیکِ؟ قلت یا رسول اللہ ذکرتُ الدجّال فبکیتُ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یخرج الدجّال وانا حیٌّ کفیتکموہ وان	امام احمد فرماتے ہیں مجھے عبد اللہ نے حدیث سنائی اور عبد اللہ کو اس کے والد نے، اور اس کے والد کو سلیمان بن داؤد نے حدیث سنائی۔ سلیمان نے حرب بن شداد سے سُنی۔ حرب نے یحیی بن ابی کثیر سے سُنی۔ اور یحیی نے حضرمی بن لاحق سے سُنی حضرمی کو ذکوان ابو صالح نے بتایا کہ اسے حضرت عائشہ نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ حضور میرے پاس ایسے وقت تشریف لائے جبکہ میں رو رہی تھی۔ چنانچہ آپ نے دریافت فرمایا، "تمہیں کس چیز نے رولایا ہے؟" میں نے عرض کیا اسے

یخرج الدجال بعدی فان ربکم عز و جل لیس باعور۔ انہ یخرج فی یھودیۃ اصبھان حتی یاتی المدینۃ فینزل ناحیتھا ولھا یومئذ سبعۃ ابواب علی کل نقب منھا ملکان فیخرج الیہ شرار اھلھا . . . حتی یاتی فلسطین باب لد فینزل عیسیٰ علیہ السلام فیقتلہ ثم یمکث عیسیٰ علیہ السلام فی الارض اربعین سنۃ اماماً عدلاً وحکماً مقسطاً۔

(مسند امام احمد مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر جلد ۶ ص۷۵)

اللہ کے رسول مجھے دجال کا خیال آگیا تھا، اس لیے میں رو پڑی۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا: اگر دجال میرے ہوتے ہوئے آگیا تو میں تم لوگوں کی طرف سے اس کے لیے کافی ہوں گا۔ اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ وہ (دجال) یہودیہ اصبہان سے خروج کرے گا، اور مدینہ آئے گا۔ یہاں وہ حدودِ شہر کے نزدیک اترے گا۔ اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہونگے۔ ہر ایک پر دو فرشتے مقرر ہوں گے۔ پس علاقے کے بدقماش لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ علاقۂ فلسطین کی طرف بڑھے گا اور جب بابِ لُد پر پہنچے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپ دجال کو قتل کر دینگے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ، زمین میں ایک عادل رہنما اور ایک با انصاف حکمران کی حیثیت سے چالیس سال تک زندہ رہیں گے۔

ان پچھلی سطوروں میں ہم نے تین واضح قرائن سے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر حضرت عائشہ کی طرف منسوب قولِ زیرِ بحث کی صحت پایۂ ثبوت کو پہنچ بھی جاتے، تو بھی آپ کے "لا نبی بعدہٗ" کہنے سے روکنے کی ممکن وجہ صرف یہی تھی کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے بارے میں عوام کو شبہات سے بچانا چاہتی تھیں۔ یعنی آپ کو اندیشہ تھا کہ کہیں "لا نبی بعدہٗ" کا غلط مفہوم

نکال کر حضرت عیسیٰ کی آمدِ ثانی کا انکار نہ کر دیا۔ باقی رہا اس قول سے یہ نتیجہ نکالنا کہ آپ حضورؐ کے بعد نئے نبیوں کے پیدا ہونے کا عقیدہ رکھتی تھیں، سو یہ محض حضرت عائشہ پر ایک افترا ہے جس کی ان کے قول میں نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ اس کی تائید پر کوئی قرینہ ہے۔

ہم نے پہلی تائید حضرت مغیرہؓ کے قول سے پیش کی ہے جو حضرت عائشہ کے قول کی پوری وضاحت کر رہا ہے۔ کیا قادیانی حضرات اس سلسلے میں کسی ایک صحابی کا کوئی ایک قول ایسا پیش کریں گے جس سے اُس مفہوم کی تائید ہوتی ہو جو مفہوم قولِ مذکور سے وہ خواہ مخواہ کھینچ کر نکالنا چاہتے ہیں؟

ہماری پیش کردہ دوسری تائید خود اُن مؤلفین کے ذہنی رجحان پر مبنی ہے جنہوں نے قولِ زیرِ بحث کو نقل کیا ہے، اور اس کی اسی توجیہ کی طرف رہنمائی کی ہے جو حضرت مغیرہ کے قول میں صراحتہً پائی جاتی ہے۔ کیا قادیانی حضرات کسی ایک ایسے مؤلف کا جس نے قولِ مذکور کو نقل کیا ہو، کوئی ادنیٰ اشارہ بھی ایسا دکھائیں گے جو اُن کی مزعومہ تفسیر کی تائید کرتا ہو؟

اور تیسری تائید ہم نے ان مرفوع احادیثِ نبوی سے حاصل کی ہے جو خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے سے منقول ہوئی ہیں۔ اور جن سے کمالِ وضاحت کے ساتھ یہ ثابت ہوتا ہے کہ ختمِ نبوت اور نزولِ مسیح کے بارے میں حضرت عائشہؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات معلوم تھے، جن کی روشنی میں حضرت عائشہ کی طرف منسوب، قولِ زیرِ بحث کی کوئی اور توجیہ ممکن ہی نہیں، سوائے اس توجیہ کے جو حضرت مغیرہ کے قول سے معلوم ہوتی ہے۔ کیا اس کے مقابلے میں قادیانی فضلاء کی طرف سے اسی نوعیت کی کوئی ایک حدیث بھی پیش کی جائے گی جو خود حضرت عائشہ نے حضورؐ سے سُنی ہو، اور جو حضرت عائشہ کے لیے اس عقیدے کا امکان پیدا کر سکتی ہو، جو یہ حضرات ان کے سر تھوپ رہے ہیں؟